

جب جماعت اسلامی قائم ہوئی!

منظر بیک

اُس روز ۵۷ افراد یک جا ہوئے۔

وہ برصغیر کی مختلف بستیوں، قصبوں اور شہروں سے آئے تھے۔ ان میں سے اکثر ایک دوسرے سے نہ آگاہ تھے نہ متعارف۔ چند استثنائی صورتوں کے سوا انھوں نے ایک دوسرے کو اس سے پہلے دیکھا بھی نہ تھا۔ لیکن ان تمام باتوں کے باوجود، ایک بات سب جانتے تھے — کہ وہ کیوں یک جا ہوئے ہیں۔ وہ بہت کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ ان کا کرب ان پر روشن تھا۔ آنکھیں بند بھی کر لیتے، تو انجان کیسے بن جاتے۔ ایسے میں انھوں نے ایک پکار سنی۔ ایک دعوت نے انھیں یک جا کر دیا۔ دعوت مل بیٹھنے کی نہیں تھی، دعوت مل کر چلنے کی تھی۔ بکھرے بکھرے انسان تھے اور ایک قافلے میں ڈھل جانے کے لیے آئے تھے — اور پھر وہ ایک قافلے میں ڈھلے۔

ان کا سفر مختصر نہ تھا۔ یہ اب زندگی بھر کا سفر تھا اور آسمان کی آنکھ کو اس دن کے بعد جو کچھ دیکھنا اور پرکھنا تھا، وہ اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ کون احساس کا کتنا سرمایہ رکھتا ہے، کس کے پاس درد کی کتنی پونجی ہے، کسے چند قدم چل کر پھجڑ جانا ہے اور کسے آخری سانس کی گواہی کے ساتھ پہنچنا ہے، کہاں جذبہ وقتی ہے اور کہاں فیصلہ آخری ہے — سفر تو شروع ہو چکا، لیکن اب اس بات کو بھی تو ان کے صحیفہ حیات میں درج ہونا تھا کہ کون چلا تو مڑ مڑ کر دیکھتا رہا اور کون نکلا تو یہ شعور ہر گام ساتھ تھا کہ وہ کس کی راہ میں نکلا ہے — یہ اسی سفر کی تاریخ ہے۔

دن ۲۶ اگست ۱۹۳۱ء کا تھا۔ ۲ شعبان ۱۳۶۰ھ، شہر لاہور تھا اور مقام مولانا سید ابوالاعلیٰ

مودودی کا رہائشی مکان (متصل مبارک مسجد، شبلی سٹریٹ، اسلامیہ پارک، پونچھ روڈ)۔ یہیں ترجمان القرآن کا دفتر بھی تھا اور یہیں سب لوگ یک جا ہوئے تھے۔

بنیادی کام ایک عرصے سے ہو رہا تھا۔ وہ حالات جن سے عالم انسانی، عالم اسلام اور خود برصغیر ہند کے رہنے والے گزر رہے تھے، ترجمان القرآن کی مسلسل تحریروں کا موضوع تھے۔ برسوں پر مشتمل ایک مربوط، مؤثر، مدلل اور مکمل تجزیے نے اسلامی انقلاب کے لیے ایک اسلامی تحریک کی ضرورت واضح کر دی تھی۔ برصغیر کے مسلمان ایک طویل عرصے سے، جس صورت حال میں مبتلا تھے، اس کا تجزیہ کرتے ہوئے ایک اسلامی تحریک کی ضرورت اس طرح واضح کی گئی:

- ایک یہ کہ اسلام کا مقصد زندگی کے فاسد نظام کو بالکل بنیادی طور پر بدل دینا ہے۔ ● دوسرے یہ کہ یہ کئی و اساسی تغیر صرف اُسی طریق پر ممکن ہے جو انبیاء علیہم السلام نے اختیار فرمایا تھا۔ ● تیسرے یہ کہ مسلمانوں میں اب تک جو کچھ ہوتا رہا ہے اور جو کچھ اب ہو رہا ہے وہ نہ اس مقصد کے لیے ہے اور نہ اس طریقے پر ہے۔ (ترجمان القرآن، محرم ۱۳۶۰ھ، ص ۸۳)

صفر ۱۳۶۰ھ (اپریل ۱۹۴۱ء) کے شمارے میں، اس تجزیے کی بنیاد پر ایک تحریک کی ضرورت محسوس کرنے والوں کو دفتر ترجمان سے رابطہ قائم کرنے کے لیے کہا گیا۔ ”اب وقت آ گیا ہے کہ جہاں جہاں اس فکر کے لوگ موجود ہیں ان کے درمیان رابطہ پیدا کیا جائے اور ان کے اجتماع کی کوئی صورت نکالی جائے“ (ص ۱۰۱) — اور یہ ترجمان کی ماہ صفر ۱۳۶۰ھ کی اشاعت تھی جس کے ذریعے حقائق کا شعور رکھنے والوں کو آخر کار دنیا سے عمل میں آنے کی دعوت دے دی گئی۔ رد عمل مثبت تھا۔ یہ بات سامنے آنے میں دیر نہ لگی کہ کروڑوں کی آبادی میں کچھ لوگ سوچ بھی رہے تھے — سوئی ہوئی بستیوں میں کچھ انسان جاگ بھی رہے تھے۔ ہر گھاٹ کی طرف لپکنے والوں کے درمیان کچھ وجود پیا سے بھی پائے گئے۔ انھیں یکم شعبان ۱۳۶۰ھ، ۲۵ اگست ۱۹۴۱ء کو یک جا ہونا تھا۔ لیکن دُور دراز سے آنے والے احتیاطاً پہلے ہی چل پڑے تھے اور یوں لوگ ۲۸/رجب سے ہی آنے شروع ہو گئے۔ یکم شعبان تک تعداد ۶۰ ہو چکی تھی۔ کچھ لوگ بعد میں آئے، اور جب انھوں نے ایک تحریک کا آغاز کیا تو وہ ۷۵ تھے۔

یکم شعبان ۱۳۶۰ھ کو ایک دورہ ہوا جس کے نتیجے میں معلومات حاصل کرنے

اور تبادلہ خیالات میں گزرا۔ شام کو وہ دیر تک دفتر ترجمان القرآن کے صحن میں بیٹھے رہے۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی ان کے درمیان موجود تھے اور ان کے سوالات کے جواب دے رہے تھے۔ مسائل پیش ہوتے رہے، اور حل سامنے آتا رہا — یک جا ہونے والے یکسو ہو رہے تھے۔

اور پھر ۲ شعبان ۱۳۶۰ھ کی صبح طلوع ہوئی — ۲۶ اگست ۱۹۴۱ء

دفتر ترجمان القرآن میں وقت کی اسلامی تحریک کے تاسیسی اجتماع کا آغاز ہوا۔ مولانا مودودی تہیدی خطاب کے لیے اٹھے تو صبح کے آٹھ بج رہے تھے۔

انھوں نے زندگی اور مقصد زندگی کا تعلق بیان کیا — زندگی بہت بڑی ذمہ داری بن جاتی ہے اگر ہم جان لیں کہ ہمارا دین ہم سے کیا چاہتا ہے۔ اس صورت میں زندگی محض وقت گزارنے کی چیز نہیں رہتی، اور دین صرف ایک عقیدہ ہی نہیں رہتا بلکہ زندگی ایک مسلسل عمل اور دین ایک تحریک بن جاتا ہے — فرمایا: ”دین کو تحریک کی شکل میں جاری کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہماری زندگی میں دین داری محض ایک انفرادی رویے کی صورت میں جامد وساکن ہو کر نہ رہ جائے بلکہ ہم اجتماعی صورت میں نظام دین کو عملاً نافذ و قائم کرنے، اور مانع و مزاحم قوتوں کو اس کے راستے سے ہٹانے کے لیے جدوجہد بھی کریں۔“

اپنے اس خطاب میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے دوز بردست اندرونی خطرات سے بھی آگاہ کیا جو ایسی تحریکیں کو پیش آتے رہے ہیں۔ ان کی نگاہ میں یہ وہ غلطیاں تھیں جن سے اس تحریک کے کارکنوں کو لازماً بچنا چاہیے.... انھوں نے پہلے قدم پر ہی، ایک اسلامی تحریک کے دائرہ عمل سے بھی آگاہ کر دیا: ”یہ بات ہر اس شخص کو جو جماعت اسلامی میں آئے اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ جو کام اس جماعت کے پیش نظر ہے وہ کوئی ہلکا اور آسان کام نہیں ہے۔ اسے دنیا کے پورے نظام زندگی کو بدلنا ہے۔ اسے دنیا کے اخلاق، سیاست، تمدن، معیشت، معاشرت، ہر چیز کو بدل ڈالنا ہے، دنیا میں جو نظام حیات خدا سے بغاوت پر قائم ہے اسے بدل کر خدا کی اطاعت پر قائم کرنا ہے، اور اس کام میں تمام شیطانی طاقتوں سے اس کی جنگ ہے۔ اس کو اگر کوئی ہلکا کام سمجھ کر آئے گا تو بہت جلدی مشکلات کے پہاڑ اپنے سامنے دیکھ کر اس کی ہمت ٹوٹ جائے گی۔“

اس لیے ہر شخص کو قدم آگے بڑھانے سے پہلے خوب سمجھ لینا چاہیے کہ وہ کس خازن میں قدم رکھ رہا ہے۔ یہ وہ راستہ نہیں ہے جس میں آگے بڑھنا اور پیچھے ہٹ جانا دونوں یکساں ہوں..... لہذا قدم اٹھانے سے پہلے خوب سوچ لو۔ جو قدم بھی بڑھاؤ، اس عزم کے ساتھ بڑھاؤ کہ یہ قدم اب پیچھے نہیں پڑے گا۔ جو شخص اپنے اندر ذرا بھی کمزوری محسوس کرتا ہو بہتر ہے کہ وہ اسی وقت رُک جائے۔ یہ جماعت اسلامی کی تشکیل سے چند گھنٹے پہلے کا خطاب ہے۔

۲۶ اگست ۱۹۴۱ء کے دن کا بڑا حصہ اس دستور پر غور کرنے میں گزرا جس کے مطابق اس قافلے کو چلنا تھا۔ مولانا مودودیؒ نے اس دستور کا مسودہ پڑھنا شروع کیا۔ جس کی کاپیاں چھپوا کر ایک دو روز پہلے ہی تمام آنے والوں کو دے دی گئی تھیں۔ اب ایک ایک لفظ پڑھا گیا۔ ایک ایک نکتے پر تبادلہ خیال ہوا۔ سب نے اس میں حصہ لیا۔ یہ مسلسل نشست صرف دوپہر کے کھانے اور ظہر و عصر کی نمازوں کے لیے ملتوی ہوئی۔ باقی سارا وقت دستور جماعت ترتیب دینے میں صرف ہوا۔ برصغیر کی دور غلامی کے اس دن کا سورج غروب ہونے میں ابھی کچھ دیر باقی تھی جب یہ کام مکمل ہو گیا۔ اب سب سے پہلے مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی اُٹھے۔ کلمہ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ کا اعادہ کیا اور کہا: ”لوگو! گواہ رہو کہ میں آج از سر نو ایمان لاتا اور جماعت اسلامی میں شریک ہوتا ہوں۔“ ایک ایک کر کے دوسرے افراد اُٹھے، اور اسی طرح تجدید ایمان کے ساتھ جماعت اسلامی میں شمولیت کا اعلان کیا۔ عجب سماں تھا۔ چہرے آنسوؤں میں نہا گئے۔ آوازیں گلوگیر ہو گئیں۔ شہادت کا یہ کلمہ کب نہیں پڑھا تھا، لیکن آج جب سوچ سمجھ کر زندگیوں کو اس کے لیے وقف کر کے اور اس کی تمام ذمہ داریوں کے احساس کے ساتھ پڑھا تو کانپ کانپ اُٹھے۔ جس دین کے لیے خالص تھے، اس دین کے لیے متحرک ہونے کا عہد کر رہے تھے اور جانتے تھے کہ یہ عہد کس سے کر رہے ہیں۔

جب سب، خدا سے اپنے عہد پر دوسروں کو گواہ بنا چکے، تو وہ تعداد میں ۷۵ تھے۔ اور یہی ۲۶ اگست ۱۹۴۱ء، ۲ شعبان ۱۳۶۰ھ کا وہ لمحہ تھا جب مولانا مودودیؒ نے اعلان کیا: ”آج جماعت اسلامی کی تشکیل ہو گئی۔“ (آئین، اشاعت خاص، جماعت اسلامی کے ۵۰ سال، ص ۲۲-۲۵)